نئے سال کے پرانے دکھ

تحریر: سہیل احمد لون

2014ء بھی گزر گیا اور ہم نئے سال میں اپنے پرانے دکھوں کے ساتھ داخل ہو چکے۔ وقت کے ساتھ بہت کچھ تبدیل ہوتا جا رہا ہے مگر ہماری سوچ جمود کا شکار ہے ہم آج بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ چند مخصوص خاندانوں کے وہی پرانے چہرے اس نظام میں تبدیلی لائیں گے۔ 9 جنوری 2014ء کو کراچی میں دبنگ پولیس آفیسر چوہدری اسلم سمیت دیگر تین anti-terrorist پولیس آفیسرز ایک خودکش حملے میں شہید کر دیئے گئے۔ دہشت گردی کا 2014ء کا یہ پہلا بڑا سانحہ تھا اس کے بعد یہ سلسلہ غریب کی آس کی طرح برقرار رہا تو 2014ء کا دہشت گردی کا آخری سانحہ پشاور میں آرمی پبلک سکول میں پیش آیا جس نے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ یعنی 2014ء کراچی سے خیبر تک دہشت گردی کی لپیٹ میں رہا۔ 12 جنوری 2014ء کو وزیر اعظم کے مشیر امیر مقام پر وادی ءسوات میں بم سے حملہ کیا گیا جس میں امیر مقام صرف زخمی ہوئے مگر پانچ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ 17 جنوری کو راجن پور کے قریب خوشحال خان خٹک ایکسپریس پر بم سے حملہ ہوا جس میں تین افراد جاں بحق اور پندرہ زخمی ہوئے۔ 19 جنوری کو بنوں میں پاکستان آرمی کے قافلے پر بم سے حملہ کیا گیا جس میں بیس جوان شہید اور پچیس شدید زخمی ہوئے۔ 20 جنوری کو راولپنڈی میں جی۔ ایچ۔ کیو کے پاس مارکیٹ میں خود کش حملہ ہوا جس میں چھ فوجیوں سمیت تیرہ افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اس کے علاوہ زخمی ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ تھی۔ 22 جنوری کو پشاور میں پولیو کی ٹیم پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں چھ پولیس والوں سمیت سات افراد جاں بحق اور گیارہ شدید زخمی ہوئے۔ 2 فروری کو پشاور میں ایک سنیما میں فلم کے دوران گرینیڈ سے حملہ کیا گیا جس سے پانچ فلم بین ہلاک اور اکتیس زخمی ہوئے۔ 9 فروری کراچی میں ایک درگاہ میں گرینیڈ کے ذریعے حملہ کیا گیا جس میں آٹھ افراد ہلاک اور آٹھ زخمی ہوئے۔ 10 فروری پشاور میں ایک خودکش حملے میں چار قبائلی ہلاک اور پانچ زخمی ہوئے۔ 11 فروری پشاور کے ایک سنیما گھر میں گرنیڈ سے حملہ ہوا جس میں گیارہ افراد ہلاک اور بیس زخمی ہوئے۔ 13 فروری کراچی میں پولیس وین پر خودکش حملہ ہوا جس میں گیارہ پولیس ملازمین شہید اور چالیس زخمی ہوئے۔ 23 فروری کوہاٹ میں بم بلاسٹ میں چودہ افراد ہلاک اور پندرہ زخمی ہوئے۔ 24 فروری پشاور میں ایرانی قونصل خانے میں خودکش حملہ ہوا جس میں تین افراد ہلاک اور بارہ زخمی ہوئے۔ 3 مارچ اسلام آباد جوڈیشل کورٹ میں اندھا دھند فائرنگ سے گیارہ افراد ہلاک اور تیس زخمی ہوئے۔ 14 مارچ کوئٹہ میں بم بلاسٹ ہوا جس میں دس افراد ہلاک اور اڑتیس زخمی ہوئے۔ 14 مارچ پشاور کے قریب خودکش حملے میں نو افراد ہلاک اور چوالیس زخمی ہوئے۔ 3 اپریل اسلام آباد میں سابقہ صدر پرویز مشرف کے قافلے پر ریموٹ کنٹرول حملہ کیا گیا۔ 8 اپریل سبی میں ریل کار میں بم دھماکہ ہوا جس میں تیرہ افراد ہلاک اور پینتیس زخمی ہوئے۔ 9 اپریل کو اسلام آباد کے ایک پر رونق بازار میں بم بلاسٹ ہوا جس میں بائیس افراد ہلاک اور سو سے زائد زخمی ہوئے۔ 4 مئی اسلام آباد ملٹری وین پر خود کش حملہ کیا گیا جس میں پانچ افراد ہلاک ہوئے۔ 8 جون جناح ٹرمینل کراچی ایئر پورٹ پر دہشت گردی کا واقعہ ہوا جس میں دس حملہ

آوروں کے علاوہ چودہ افراد ہلاک اور چودہ زخمی ہوئے۔ 19 جون پشاور میں فرمان اللہ کی رہائش گاہ پر خودکش حملہ ہوا جس میں فرمان اللہ سمیت دو افراد ہلاک اور سات زخمی ہوئے۔ 2 نومبر واہگہ بارڈر لاہور جھنڈا اتارنے کی رسم کے بعد خودکش حملہ ہوا جس میں 45 افراد ہلاک اور ساٹھ سے زائد زخمی ہوئے۔ 7 نومبر کو مہمند ایجنسی میں بم بلاسٹ ہوا جس میں چھ افراد ہلاک اور تین شدید زخمی ہوئے۔ 10 نومبر کراچی میں پولیس وین پر گرینیڈ سے حملہ ہوا جس میں دو پولیس ملازمین ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ 10 نومبر کو راولپنڈی میں پولیس چیک پوسٹ پر فائرنگ ہوئی جس میں ایک پولیس ملازم ہلاک اور دوسرا زخمی ہوگیا۔ 16 دسمبر پشاور میں آرمی پبلک سکول پر دہشت گردوں کے حملے نے سقوط ڈھاکہ کی سیاہ تاریخ کو مزید سیاہ کر دیا۔ اس لرزہ خیز واقعے میں 134 سکول کے بچوں سمیت 145 افراد درندگی اور وحشت کا نشانہ بنے۔ جبکہ زخمیوں کی تعداد بھی سو سے زائد تھی۔ سال کے بارہ مہینوں میں چوبیں دہشت گردی کے واقعات رونما ہوئے جس میں کراچی کی ٹارگٹ کلنگ اور پولیس گردی کے واقعات شامل نہیں۔ تمام واقعات میں چند باتوں میں مماثلت ہے کہ مرنے اور مارنے والے دونوں شہید کہلائے جاتے ہیں، مرنے اور مار کر مرنے والوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ ہر سانحہ کے بعد مذمت، نوٹس، انکوائری کمیٹی اور بعض اوقات کمشن تشکیل دینا ایک معمول کی بات ہے جس سے آج تک کچھ برآمد نہیں ہوسکا۔ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ انسانی قتل عام کو کسی نہ کسی طریقے سے Justify کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر کہیں احمدیوں کی عبادت گاہ پر حملہ ہو تو ایک سوچ اسے جائز قرار دیتی ہے کہ مرتد کو مارنے سے جنت کا شارٹ کٹ ملتا ہے۔ مسیحی برادری کے گھروں اور ان کے گرجا گھروں پر دہشت گردی ہوتی ہے تو غیر مسلم اقلیت پر کوئی نہ کوئی توہین مذہب کا الزام جواز بنا دیا جاتا ہے۔ کسی مزار پر حملہ ہو تو ایک طبقہ شرک کرنے والوں کو ہلاک کرنا جائز قرار دیتا ہے۔ ہزارہ کیمونٹی یا شیعہ مسلک والوں کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے تو ایک خاص مائنڈ سیٹ انہیں مارنا بھی ایصال ثواب سمجھتے ہیں۔ ہندو سے اغواء برائے تعاون اور سکھوں سے جزیہ لینا بھی جائز سمجھا جا رہا ہے۔ مسلح افواج اور حساس اداروں پر دہشت گردی کے واقعات کے بعد یہ جواز فراہم کیا جاتا ہے کہ یہ امریکی اور اتحادی فوج کی معاونت کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کے لیے اپنے ہی لوگوں پر جنگ مسلط کرتے ہیں لہذا فوجی بھی جنت کی پرچی بنا کر پیش کیے جاتے ہیں۔ اب معاملات اتنی سنگین صورت اختیار کر چکے ہیں کہ ان کے بچوں کو ہلاک کر کے مذمت کی بجائے خوشی کا اظہار کیا جانے لگا ہے۔ آخر ہم جا کہاں رہے ہیں؟ مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ خدا صرف ان کا ہے اور صرف وہی خدا کے بندے ہیں۔ حالانکہ خالق کائنات سب کا ایک ہی ہے اور خدا کے سارے بندے ہیں۔

جہاں عوام کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ریاستی ادارے اپنا فرض سمجھ کر قبول کریں وہاں اگر کوئی سانحہ رونما ہو جائے تو وہ تاریخ بن جاتی ہے جس کو ہر سال 7/7 یا 9/11 والے دن یاد کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں دہشت گردی کے اتنے واقعات ہو چکے ہیں کہ اگر ہم اوجڑی کیمپ یا کراچی کے بوہری بازار بم بلاسٹ سے شروع ہو جائیں تو سال کے 365 دنوں میں سے شاید ہی کوئی تاریخ ایسی ہو جس پر دہشت گردی کے خون کا دھبہ موجود نہ ہو۔ نئے سال کی آمد پر برطانوی حکومت نے 2017ء تک یہ پالیسی بنائی ہے کہ ملک کے دیہی علاقوں کو مزید فعال کرنے کے لیے سڑکوں کا نظام بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ، تیز ترین Broadband سہولت اور مواصلاتی نظام

میں بہتری لائی جائے گی۔ کیونکہ گزشتہ ڈھائی صدیوں سے یعنی صنعتی انقلاب کے بعد شہری علاقوں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ ملک کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لیے ہر سال نئی پالیسیاں لائی جاتی ہیں۔ وطن عزیز میں بھی گزشتہ برس چند عالمی ریکارڈز بنے جن میں طویل ترین دھرنے کا ریکارڈ جس پر پی ٹی آئی اور خیبر پختونخواہ حکومت کو ناز ہے، پنجاب حکومت نے یوتھ فیسٹول میں کئی عالمی ریکارڈز بنائے جن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا جمع ہو کر قومی پرچم بنانا، سندھ حکومت نے بھی کلچر فیسٹول میں ہزاروں افراد سے قومی ترانہ پڑھا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا، بے گھر ہونے والے افراد میں بھی پاکستان سرفہرست ہے، ملک چھوڑ کر بیرون ملک جانے والوں میں بھی ہم نے اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ کرپشن میں ہم اتنے خودکفیل ہیں کہ آئندہ اولمپک میں اسے بھی شامل کرنے کی سفارشات دینے کے لیے پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد پاس ہونے کی قوی امید ہے جس سے کم از کم سونے کا ایک تمغہ تو پکا ہو جائے گا۔ تھر میں بھوک سے ہلاک ہونے بچوں کی تعداد بھی 2014 میں سابقہ برسوں سے بہتر ہے۔ 2014ء کراچی سے خیبر تک دہشت گردی، ناانصافی، کرپشن، مایوسی، اور بے ایمانی کی نظر ہو گیا۔ خدا کرے معصوم بچوں کی شہادت کے بعد ہی ارباب اختیار کچھ خدا کا خوف کھائیں اور 2015ء میں نئی سمت اور سوچ کے ساتھ عوام کے لیے کچھ بہتری لانے کا عملی مظاہرہ کریں تاکہ کوئی تو سال ایسا آئے کہ ہم نئے سال میں پرانے دکھوں کے ساتھ داخل نہ ہوں!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

28/12/2014